جناب اختر راہی - بی اے

مولوی رشید الدین خان دہلوی

ـــــ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحؒ کے ایک ہونہار شاگرد

مولوی رشید الدین خان، خاندان ولی اللہی کے فیض یافتہ اور مفتی صدر الدین آزردہ (م ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء) کے رشتہ دار تھے۔ ان کے آباء و اجداد کشمیر سے ہجرت کر کے دہلی میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ان کا شجرۂ نسب یہ ہے۔ "مولوی رشید الدین بن امین الدین خان بن وحید الدین"[۱] ـــــ سر سید احمد خان (م ۱۸۹۸ء) نے ان کی عمر ستر سال لکھی ہے[۲] اس نسبت سے وہ ۱۱۷۹ھ / ۱۷۶۴-۶۵ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت:۔ مروجہ علوم کی تحصیل شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) کے صاحبزادوں، شاہ عبدالعزیز (م ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء) شاہ رفیع الدین (م ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء) اور شاہ عبدالقادر (م ۱۲۳۰ھ / ۱۸۱۴ء) سے کی۔ علم ہیئت اور ہندسہ میں کمال حاصل تھا۔ علم کلام سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔

ملازمت:۔ ۱۸۲۳ء میں دہلی کالج قائم ہوا۔ مولوی رشید الدین خان کالج میں لیکچرار ہو گئے۔ کالج سے سو روپیہ تنخواہ پاتے تھے۔ لیکن یہ تنخواہ ان کو ہرگز کفایت نہیں کرتی تھی، کیونکہ فقراء اور مساکین کی خدمت سے کسی وقت اپنے تئیں معذور نہیں سمجھتے تھے[۳]۔ حکام وقت کی خواہش تھی کہ وہ عہدۂ قضا پر فائز ہوں لیکن اسے قبول نہ کیا۔

تدریس و مناظرہ:۔ مولوی عبدالقادر رامپوری (م ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء) نے لکھا ہے:

> "تعلیم و تعلّم کی خوب مشق تھی۔ ہر بات میں اساتذہ کی پیروی کرتے تھے۔ مگر مناظرہ میں بہت جلد رنجیدہ ہو جاتے تھے ـــــ ہر فن کی بہت کچھ معلومات رکھتے تھے جو کچھ کہتے دراز و طویل بالخصوص مباحثہ اخلاقیہ دینیہ میں یہی طریق تھا۔ اور یہ سمجھتے تھے کہ اب مقابل میں رد و قدح کی گنجائش نہیں رہی"[۴]

سر سید احمد خان (م ۱۸۹۸ء) نے لکھا ہے:

> "طریق مناظرہ کا یہ دیکھا گیا کہ تقریر یا تحریر میں خصم (حریف) کو بجز اعتراف عجز کے چارہ نہ تھا"[۵]

سعادت یار خان رنگین (م ۱۲۵۱ھ / ۱۸۳۵ء) نے شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) کے رسالہ "المقالۃ الوصیۃ فی النصیحت والوصیت" کا منظوم اردو ترجمہ کیا تو مولوی رشید الدین خان کو نظر ثانی کے لئے دیا۔ رنگین نے لکھا ہے:

جب یہ رسالہ نظم ہُوا سارا — طور اس کا لگا مجھے پیارا
ہیں بڑے مولوی رشید الدین — ہے انہوں کے سخن کا مجھ کو یقین
جانتے ہیں ان کو خاص اور عام — پڑھ گیا آگے ان کے میں یہ تمام
اس کو سن کر انہوں نے ہو کر شاد — آفریں میرے حق میں کی ارشاد[۸]

تصانیف :- مولوی رشید الدین خان سے مندرجہ ذیل کتابیں یادگار ہیں:

۱۔ المکاتیب — مولوی رشید الدین خان اور شیخ احمد شروانی صاحب "نفحۃ الیمن" کے خطوط کا مختصر مجموعہ ہے۔ ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہُوا۔

۲۔ تشریح الافلاک (ہیئت)

۳۔ الصولۃ الغضنفریہ :- مسئلہ متعہ کے بارے میں اہلِ لکھنؤ کا جواب ہے اس کتاب کے بارے میں مولوی موصوف خود کہا کرتے تھے۔

"جب یہ کتاب لکھنؤ پہنچے گی تو وہاں کے علماء اس کے جواب میں مرجائیں گے اور گریبان سے سر نہ اٹھا سکیں گے"[۹]

۴۔ شوکت عمریہ :- شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء) کی تالیف "تحفہ اثنا عشریہ" پر شیعہ علماء نے اعتراضات کئے ہیں۔ مولوی موصوف نے ان اعتراضات کی تردید اور شاہ صاحب کے مؤقف کی تائید میں یہ کتاب ترتیب دی۔

۵۔ ایضاح اعانۃ المقال۔

۶۔ تفضیل الاصحاب۔

۷۔ اعانۃ الموحدین واھانۃ الملحدین — راجہ رام موہن رائے کے ایک رسالہ کا جواب ہے۔

انتقال :- ایک رائے یہ ہے کہ وہ ۱۲۴۳ھ / ۲۸-۱۸۲۷ء میں فوت ہوئے[۱۰] لیکن مولوی رحمٰن علی (م ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء) نے ۱۲۴۹ھ / ۳۴-۱۸۳۳ء سالِ وفات لکھا ہے۔ سرسید احمد خان (م ۱۸۹۸ء) نے ۱۸۴۶ء میں "آثار الصنادید" لکھی اور اس میں مولوی موصوف کے بارے میں تحریر

کیا کہ تیرہ چودہ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ مولوی موصوف کا انتقال ہوا۔ یعنی ۱۲۴۹ھ/۳۴-۱۸۳۳ء۔

تلامذہ :— مولوی موصوف سے بیشمار لوگوں نے اکتساب علم کیا۔ چند ایک نام یہ ہیں :

۱۔ مولانا مملوک علی نانوتوی۔ (م۔ ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء)
۲۔ مولوی کریم اللہ دہلوی (م۔ ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء)
۳۔ مولانا شکور مچھلی شہری (م۔ ۱۲۱۱ھ/۹۷-۱۷۹۶ء)[۹] مادہ تاریخ "تاریخ" ہے۔
۴۔ مولانا مظہر نانوتوی (م۔ ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۸ء)[۱۰]
۵۔ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی (م۔ ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء)

حوالہ جات

[۱] تذکرہ علمائے ہند ص ۱۹۱
[۲] تذکرہ اہل دہلی ص ۷
[۳] تذکرہ اہل دہلی ص ۸
[۴] علم و عمل جلد اول ص ۲۵۱
[۵] تذکرہ اہل دہلی ص ۷
[۶] مجموعہ وصایائے اربعہ ص ۱۲۲
[۷] علم و عمل ص ۲۵۱ (ج اول)
[۸] نزہتہ الخواطر جلد ہفتم ص ۱۷۸
[۹] تذکرہ علمائے ہند
[۱۰] تذکرہ مشائخ دیوبند ص ۱۶۳

علمی و دینی مجلہ
ماہنامہ
البلاغ
زیر سرپرستی : مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب کراچی
ادارت : ——— مولانا محمد تقی عثمانی
ہر پرچہ علمی ادبی اور اصلاحی مضامین کا گنجینہ
خود بھی پڑھئے ——— اوروں کو بھی ——— توجہ دلائیے
البلاغ دارالعلوم کراچی ۱۴